112796 ـ لڑكی كی رضامندی كے بغير چچا نے شادی كر دی اور خاوند شراب نوشی كرتا اور اسے زدكوب بھی كرتا ہے

سوال

میں آپ كے سامنے اپنا قصہ اور پر مشكل پیش كرنا چاہتا ہوں امید ہے آپ اس كو مدنظر ركھتے ہوئے مجھے جواب دیں گے:

ايك برس قبل دوران تعليم ميرا ايك بااخلاق لڑكی سے تعارف ہوا اور تعليم مكمل كرنے كے بعد ہم نے شادی كرنے كا وعدہ بھی كيا، ليكن ايك دن مجھے علم ہوا كہ اس كی ايك ايسے شخص كے ساتھ منگنی ہو گئی ہے جسے وہ جانتی تك نہيں، اور اس كے چچا اس شادی پر موافق ہيں، بلكہ اس نے اس آدمی كے ساتھ اس كی شادی كرنے كا وعدہ بھی كر ليا ہے، حالانكہ لڑكی كا والد اور بھائی موجود ہيں.

باپ خاموش رہا اور اس نے كوئی بات نہيں كی، حالانكہ وہ اور اس كی بيٹی دونوں ہی اس شادی پر موافق نہيں، ان كے گھر ميں چچا كی بات چلتی ہے كيونكہ وہی خاندان ميں بڑی عمر كا ہے، طويل جھگڑے كے بعد چچا نے جبرا اسے نكاح پر مجبور كر ديا حالانكہ وہ كنواری ہے.

اور ايك ماہ گزرنے كے بعد علم ہوا كہ اس كا خاوند شراب نوشی كرتا ہے، اور اكثر گھر آتا ہے تو نشہ كی حالت ميں اور بيوی كو زدكوب كرتا اور گالياں نكالتا ہے، اور مكمل طور پر اسلامی احكام پر عمل نہيں كرتا.

حالانكہ ميں الحمد للہ دين پر عمل كرنے والا ہوں، حتی كہ ميں نے اس كو كہا تھا اگر ميں نے تجھ سے شادی كی تو تم پردہ كرو گی، اور ميں نے عورت كے سارے فرائض بھی اسے بتائے تو وہ اس پر راضی تھی، اس لڑكی كا بڑا بھائی سفر پر گيا ہوا تھا جب وہ سفر سے واپس آيا تو اسے علم ہوا كہ اس كی بہن كی جبرا شادی كر دی گئی ہے، اور اس كا بہنوئی شراب نوشی كرتا اور بہن كو زدكوب كرتا ہے، تو وہ اپنی بہن كو گھر لے آيا اسے طلاق تو نہيں ہوئی ـ ليكن وہ والدين كے گھر ميں ہے ـ.

پہلا سوال يہ ہے كہ:

كيا اس لڑكی كی اجازت كے بغير يہ نكاح صحيح شمار ہو گا ؟

اور كيا باپ اور بھائی كے ہوتے ہوئے چچا كو بھتيجی كی شادی كرنے كا حق حاصل تھا ؟

دوسرا سوال يہ ہے كہ: اگر اس سے طلاق طلب كی جائے تو وہ طلاق نہيں دےگا، كيونكہ وہ جانتا ہے كہ ميں اس سے شادی كرنا چاہتا ہوں، اب جبكہ بھائی اسے گھر لے آيا ہے اور خاوند طلاق دينے سے انكار كر دے تو كيا قاضی يا امام كے ليے اسے طلاق دينا جائز ہے ؟

اور كيا اسلام ميں دين كی برابری نہيں ہے، كيا ميں اس لڑكی كا زيادہ حقدار نہيں جبكہ اب ميں اسلامی يونيورسٹی كا طالب علم ہوں ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

كسى بھى عورت كو ايسے شخص سے شادى كرنے پر مجبور كرنا جائز نہيں جس سے وہ شادى نہ كرنا چاہتى ہو؛ كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ايم (طلاق يافتہ يا بيوى) عورت ولى سے زيادہ اپنے آپ كى حقدار ہے، اور كنوارى سے اس كى بارہ ميں اجازت طلب كى جائيگى اور اس كى اجازت اس كى خاموشى ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1421).

اور ايك حديث ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" شادى شدہ عورت سے مشورہ كيے بغير اس كى شادى نہيں كى جائيگى، اور كنوارى عورت كى شادى اس كى اجازت كے بغير نہيں كى جائيگى "

صحابہ نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم: اس كى اجازت كيسے ہو گى ؟

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" وہ خاموش ہو جائے "

صحيح بخارى حديث نمبر (4843) صحيح مسلم حديث نمبر (1419).

اگر اس كى رضامندى كے بغير شادى كر دى جائے تو راجح قول كے مطابق وہ نكاح صحيح نہيں ہو گا، اور جب اس كى شادى مناسب رشتہ اور كفؤ سے نہ كى گئى ہو تو بالاولى صحيح نہيں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جب اس كى غير كفؤ ميں شادى كر دى جائے تو اس كا نكاح باطل ہے، يہ امام احمد كى ايك روايت ہے، اور امام شافعى كا ايك قول بھى يہى ہے، كيونكہ كفؤ كے بغير اس كى شادى كرنا جائز نہيں، اس ليے وہ باقى حرام نكاحوں كى طرح صحيح نہيں ہو گا.

اور اس لیے بھی کہ ولی نے اپنی ولایت میں عورت کا نکاح ایسا نکاح کیا ہے جس میں اسے اس عورت کی اجازت کے بغیر کوئی حق حاصل نہ تھا، اس لیے وہ صحیح نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح جس طرح اس کی جائداد بغیر کسی ضرورت کی فروخت کر دی جائے، یا پھر اس جیسی قیمت کے بغیر اسے فروخت کر دیا جائے.

اور اس لیے بھی کہ وہ شرعا اس کا نائب ہے، لہذا جس میں اس کا کوئی حصہ نہیں اس میں اسے تصرف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں جیسا کہ وکیل ہو " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 31).

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

خنساء بنت خذام الانصاریہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتی ہیں کہ:

" ان کے والد نے ان کی شادی کر دی اور وہ ثیب (طلاق یافتہ یا بیوی تھیں) تھیں، تو اس نے اسے ناپسند کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کو رد کر دیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4845).

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" ایك کنواری لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بیان کرنے لگی کہ اس کے والد نے اس کی شادی کر دی ہے اور وہ مکرہ تھی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2096) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن اس مسئلہ میں راجح قول یہ ہے کہ:

والد اور کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرے جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی اگرچہ وہ کفؤ بھی ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کنواری عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جائیگا "

اور یہ عام ہے، اس میں کسی بھی ولی کو مستثنی نہیں کیا گیا، بلکہ صحیح مسلم میں وارد ہے کہ:

" کنواری عورت سے اس کا والد اجازت لےگا "

تو یہ کنواری اور باپ دونوں کے متعلق نص ہے، اور یہ نص محل نزاع میں ہے اس لیے اس کی طرف جانا ضروری ہے، اس بنا پر کسی بھی شخص کا اپنی بیٹی سے کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنا جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی حرام ہے، اور حرام نہ تو صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی نافذ کیونکہ اس کو صحیح کہنا اور اسے نافذ کرنا اس کی مخالف ہے جس کی نہی وارد ہے.

اور شرع نے جس سے منع کیا ہے، تو شریعت امت سے یہ چاہتی ہے کہ وہ کام میں نہ پڑے اور نہ ہی ایسا عمل کرے، جب ہم اسے صحیح قرار دیں تو اس کا یہ معنی ہوا کہ ہم اس میں پڑ چکے ہیں، اور اس پرعمل کیا ہے، اور اسے ہم نے ان عہد میں شامل کر دیا جو شریعت نے مباح کیا ہے، اور یہ نہیں ہو سکتا.

اس راجح قول کی بنا پر آپ کے والد کا اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے کرنا جس کو وہ نہیں چاہتی تھی یہ شادی فاسد ہے، اور فاسد عقد نکاح کے بارہ میں عدالت کو ہی دیکھنا چاہیے " انتہی

ماخوذ از نور علی الدرب.

اس بنا پر اس لڑکی کو شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے اور عدالت سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے؛ کیونکہ وہ ابتدا سے ہی اس خاوند پر راضی نہیں، اور پھر اس کی معاشرت بھی خراب ہے اور زدکوب بھی کرتا ہے.

دوم:

عورت کی شادی کرنے کا سب سے زیادہ حقدار اس کا باپ اور پھر اس کے بعد دادا ہے چاہے اوپر پڑدادا بھی ہو، پھر اس کا سگا بھائی پھر باپ کی جانب سے بھائی، پھر ان کے بیٹے، اور یہ سب چچا پر مقدم ہونگے، اور قریبی کی موجودگی میں چچا کی طرح دور والا ولی نہیں بن سکتا.

سوم:

جب نکاح قائم ہے اور فسخ نہیں ہوا، تو آپ کے لیے اس عورت کو رشتہ کا پیغام دینا جائز نہیں، اور جب نکاح فسخ ہو جائے اور اس کی عدت ختم ہو جائے تو آپ کے لیے اس کے ولی سے اس کا رشتہ طلب کرنا جائز ہو گا.

چہارم:

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت راضی نہ ہو تو بعض اہل علم کے ہاں نکاح صحیح نہیں، اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ عورت کی اجازت پر موقوف ہے، اس بنا پر اگر عورت خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہتی ہو،

تو قاضی اسے طلاق دے دیگا، اور اس میں خاوند کی رائے کی نہیں دیکھےگا.

اور اسی طرح جب قاضی کے ثابت ہو جائے کہ خاوند کے فسق اور اس کے برے معاملہ کی بنا پر عورت کو نقصان ہو تو قاضی طلاق دےگا.

اور اگر اس علاقے اور ملك میں قاضی نہ ہو تو اس طرح کا شخص اسے طلاق دےگا، اور اس عورت کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنے خاوند سے خلع حاصل کر لے، اور کچھ دے کر اپنی جان چھڑا لے چاہے اس کے لیے اسے اپنا سارا حق ہی چھوڑنا پڑے یا کچھ حق، تا کہ وہ اس خاوند سے اپنے آپ اور اپنے دین کو محفوظ رکھ سکے.

پنجم:

کفؤ نکاح میں معتبر ہے، جو کہ دینی کفؤ ہے، اس لیے مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح نہیں کیا جائیگا، اور نہ ہی فاسق مرد کا کسی عفیفہ عورت سے.

مزید آپ سوال نمبر (84306) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

زاد المستقنع میں ہے:

" اگر باپ نے عفیفہ بیٹی کا نکاح کسی فاجر شخص کے ساتھ کر دیا تو جو عورت یا ولی راضی نہ ہو تو اسے فسخ کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ راجح قرار دیا ہے کہ اولیاء کو مکمل طور پر نکاح فسخ کرنے کاحق حاصل نہیں، اگر خاوند شراب نوش ہو تو اس حالت میں انہیں نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ اس کا بیوی اور اولاد کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے.

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب یہ علم ہو جائے کہ یہ خاوند شراب نوشی کرتا ہے تو دور کے ولی کے لیے نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کرنے کاحق حاصل ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 105).

یہاں ایك تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ: آپ اس عورت کے اجنبی اور غیر محرم ہیں اس لیے آپ کا اس سے ٹیلی فون پر رابطہ کرنا اور اس کے ساتھ شادی کے بارہ میں بات چیت کرنا جائز نہیں، تا کہ فتنہ و فساد کے اسباب سے دور رہا

جائے اور اس کا باب بند کیا جائے.

واللہ اعلم .